درس اور جمعیت علماء ہند کے قومی صدر حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے پڑھائی، تدفین مزار قاسمی میں عمل میں آئی۔ (یہ مضمون ماہنامہ صدائے حق ماہ ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا)

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب بجنوریؒ

یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ کو یہ کاتب الحروف اپنے متعلقہ اسباق پڑھانے کے بعد ماہنامہ ''صدائے حق'' کے دفتر میں بیٹھا ہوا تازہ شمارہ کی ایڈیٹنگ میں مشغول تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بجی فون ریسیو کیا تو دیوبند سے برادرم مولوی شاہنواز بدر نے مغموم لہجہ میں یہ دلخراش خبر سنائی کہ حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنے آبائی وطن بجنور میں اس جہاں فانی سے رحلت فرما گئے، راقم آثم نے استرجاعی کلمات پڑھنے کے ساتھ ہی آناً فاناً دفتر اہتمام میں میر کارواں حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم کو یہ اندوہناک اطلاع دی تو آپ نے بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ ''دارالعلوم دیوبند کے ایک روشن اور تاریخ ساز عہد کا خاتمہ ہوگیا، اللہ پاک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور مادر علمی دارالعلوم دیوبند کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے متذکرہ بالا فکر مندانہ کلمات سے اس احساس کی بھی تائید ہوتی ہے کہ حضرت مہتمم صاحبؒ کا وجود اس دور قحط الرجال میں بسا غنیمت تھا، لہذا ان کا سانحۂ رحلت دارالعلوم دیوبند سمیت پوری ملت

کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے، جس کی بھرپائی بسہولت ممکن نہیں، شاعر نے غالباً آپ ہی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا تھا کہ ع

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

تعبیر ہو جس کی حسرت وغم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

موت ایک اٹل حقیقت ہے، گردش شام وسحر کے باوجود اس کا رقص ہر سمت جاری ہے، کیا چھوٹے کیا بڑے کیا بوڑھے کیا جوان کیا شہرت پذیر کیا بے نام ونشان ہر ایک اس کی آغوش میں سمارہے ہیں، ہر روز بیشمار انسان منوں مٹی کے نیچے اس طرح جا بستے ہیں کہ کانوں کان خبر نہیں ہوتی، مگر بعض ہستیاں اور خاصانِ خدا کے کوچ کرنے پر صدیاں اور زمانے اشک بار ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمن علیہ الرحمہ بھی انہی چنیدہ شخصیات کبار میں سے تھے، جن کے تقوی وطہارت، تدبر وحکمت، متانت وسخاوت اور زندہ دلی وشفقت کی بے شمار داستانیں ہر طرف بکھری ہوئی ہیں، قاسمی برادری ہی نہیں پوری ملت اسلامیہ انہیں عقیدت والفت کے پھول نچھاور کررہی ہے، اسی لئے ان گنہگار آنکھوں نے بھی وہ ایمان افروز منظر دیکھا، جب ربع صدی سے زیادہ زمانی رقبہ پر محیط دارالعلوم کی بے لوث خدمت کرنے والے آخری سفر کے راہی کو دارالعلوم کے نودرہ سے مزار قاسمی کندھوں پر لیجایا جارہا تھا ہر شخص مجسم حسرت بنا ہوا نم آنکھوں سے انہیں الوداع کہہ رہا تھا اور احقر کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آرہی تھی جو الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۲۵۴ رجلد نمبر ۴ رجبکہ اتحاف السادۃ المتقین صفحہ نمبر ۳۳۸ رجلد نمبر ۷ رپر موجود ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس من طال عمرہ وحسن عملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو، حضرت مہتمم صاحبؒ کی

زندگی اس حدیث کی مصداق نظر آتی ہے، رب رحیم و کریم کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ دار آخرت میں عنایات الٰہی سے بہرہ ور ہورہے ہوں گے۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحبؒ نے شہر بجنور میں ۱۹۱۴ء میں رئیسِ بجنور مولانا مشیت اللہ کے یہاں آنکھیں کھولیں، انکے والد گرامی امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے عقیدت مندوں میں سے تھے، آپ کے گھرانے میں علم و ادب کے چرچے اور دین و دانش کے غلغلے تھے، اصحابِ فضل و کمال کا یہاں ورودِ مسعود ہوتا رہتا تھا، مولانا مرغوب الرحمن صاحبؒ نے اسی خوش گوار علمی فضاء میں تربیت پائی، درس نظامی کی ابتدائی تعلیم مقامی مدرسہ جامعہ رحیمیہ میں حاصل کی، ۱۹۲۹ء میں علوم اسلامی کی شہرۂ آفاق مرکزی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور یہیں باضابطہ داخلہ لیکر تعلیم کے تمام مراحل بحسن وخوبی طے کیے، دریں اثنا چند سال انقطاع کے بعد دارالعلوم ہی سے افتاء کی بھی تکمیل کی اور اس وقت کے باکمال مفتی حضرت مولانا سہول بھاگلپوریؒ کی نگرانی میں مشق و مزاولت کی، فراغت کے بعد بھی دارالعلوم کے بزرگوں سے برابر تعلق رہا بچپن ہی سے اللہ نے آپ کو اوصاف و کمالات سے آراستہ کیا تھا، مزاج میں سلامتی و خودداری اور صالح جذبات کے غیر معمولی عناصر نے آپ کی شخصیت میں مقناطیسیت کے جواہر ٹانک دیے تھے، اس لئے ذمہ دارانِ دارالعلوم نے ۱۹۶۲ء میں آپ کو اراکین شوریٰ میں جگہ دی، جہاں آپ کی اصابت فکر کے چراغ روشن ہوئے، آپ نے ہمیشہ دارالعلوم کے مفاد میں گراں قدر تجاویز پیش کیں جس سے آپ کی نیک نامی میں اضافہ ہوا، پھر جب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ایک معاون مہتمم کی ضرورت پڑی تو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے آپ کا نام پیش کیا، جس کی تائید جملہ اراکین شوریٰ نے کی، بالآخر جب ۱۹۸۲ء میں تقسیم دارالعلوم کا قضیہ نامرضیہ پیش آیا تو اراکین شوریٰ نے باضابطہ منصب اہتمام آپ کے

حوالہ کردیا، اس میں شک نہیں کہ دارالعلوم کی باگ ڈور آپ نے ایسے وقت میں سنبھالی تھی کہ جب نفرتوں کی چنگاریاں بھڑک رہی تھیں، دارالعلوم ناگفتہ بہ بحران سے دوچار تھا لیکن حضرت مہتمم صاحبؒ نے نہایت تدبر فہم وفراست، سلیقہ مندی، حوصلگی اور جرأت وحکمت کیساتھ دارالعلوم کے قافلہ کو آگے بڑھایا اور تادم آخر وہ اس کے میر کارواں رہے، یہاں یہ اعتراف بیجا نہ ہوگا کہ اگر دارالعلوم کو حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا تو حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحبؒ نے اسے دوام واستحکام بخشا، اس کی شہرتوں میں چار چاند لگائے، ملت کے قیمتی اثاثے دارالعلوم کی آپ نے حفاظت فرمائی، آپ کے زمانہ اہتمام میں دارالعلوم نے تعلیمی وتعمیری اعتبار سے بہت سی بلندیوں کو چھوا، تخصصات کے شعبے قائم ہوئے، روایتی شعبوں کو متحرک وفعال بنایا، اسلامی طرزِ تعمیر کا جدید شاہکار جامع رشید بھی آپ کے اہتمام کی پیشانی کا جھومر کہا جاسکتا ہے، الغرض تعلیم وتربیت، تعمیر وترقیات کے باب میں خوش گوار اضافے اور کامیابی حضرت مرحوم کی رہین منت ہیں جو نقش دوام کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحبؒ دارالعلوم کے بے لوث خدمت گذار تھے، وہ ناز ونخرے اور رئیسانہ ماحول کے پروردہ تھے لیکن سادگی قناعت پسندی، کفایت شعاری، خلوص وللہیت، تواضع وانکساری، معاملہ فہمی، راست گوئی، فرض شناسی، دیانت داری، شرافت وہمدردی ان کی ذات کا ناقابل انفکاک حصہ تھی، بندہ نے دارالعلوم میں اپنے دس سالہ ایام طالب علمی میں ان کے الطاف وعنایات کا مشاہدہ کیا اور ان کے خوانِ نعمت سے مستفید بھی ہوا، وہ طلبہ پر بے حد شفیق تھے، آپ طلبہ کی تربیت کے بارے میں متفکر نظر آتے تھے، ان کا خیال تھا کہ ع

کورس تو الفاظ ہی سکھاتے ہیں لیکن آدمی بناتے ہیں

ایک مرتبہ بعض شہریوں سے طلبہ کی جھڑپ ہوگئی اور طلبہ نے انتظام کو متحرک نہ دیکھ کر صدائے احتجاج بلند کردی، بالآخر انتظامیہ حرکت میں آگئی اور مسجد رشید میں ایک ہنگامی اجلاس طلب کرلیا گیا، حضرت مہتمم صاحبؒ بذات خود تشریف لائے، طلبہ نے اپنے مطالبات آپ کے سامنے رکھے، حضرت نے تربیتی پہلو اختیار فرمایا اور کہا کہ طلبہ اپنی جائز مشکلات کے مداوے کیلئے درخواست کریں، مطالبہ یا ایجی ٹیشن کرنا کالج اسکول اور سیاسی پارٹیوں کا طریقہ ہے جو دینی مدارس کے طلبہ کی شان نہیں ہے۔

آپ کے منصب اہتمام پر متمکن رہتے ہوئے اندرون و بیرون ملک بہت سے موڑ آئے، عالمی منظرنامے پر شہ اور مات کے کھیل دیکھنے کو ملے، عالم اسلام نے موافق ومخالف دونوں ہواؤں کا سامنا کیا، افغانستان میں طالبان حکومت کا عروج وزوال، نائن الیون کا حادثہ، اسلام کے خلاف فرعونی لشکروں کی ناکہ بندی، ہندوپاک کے مابین تعلقات کے نشیب وفراز، غرض ہر موقع پر مولانا مرغوب الرحمن صاحبؒ نے دارالعلوم کے اسٹیج سے ہندی مسلمانوں کے صحیح احساسات وجذبات کی ترجمانی کا فریضہ ادا کیا اور مادرِ علمی کے سائبان کو ہر قسم کی تپش سے محفوظ رکھا یقیناً اس میں ان کی مومنانہ فراست اور تقرب الٰہی کا خاص دخل تھا، حضرت مہتمم صاحبؒ کی کن کن خوبیوں کا تذکرہ کریں، حق جل مجدہ نے انہیں بے شمار خصوصیات سے مالا مال کیا تھا، دفاع عن الدین کے بارے میں وہ ہمیشہ مستعد نظر آتے تھے، باطل فرقوں کے مسموم اثرات سے مسلمان بچوں کی حفاظت، اسلام اور مسلمانوں کے تئیں مغربی میڈیا کے منفی کردار کی تغلیط و مذمت، اپنے مسلک پر آنچ آئے بغیر دوسروں کے ساتھ ملی امور پر تبادلۂ خیال اور مشارکت، نیز امت کی شیرازہ بندی انکی دینی تڑپ وملی شعور کا ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے جس سے ان کی ہشت پہلو شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے، آج اگرچہ وہ اجنبی شہر کے باسی ہیں لیکن آپ کی ناقابل فراموش خدمات

کے سہارے انکی یادوں کے روشن چراغ یونہی ضیاء پاشی کرتے رہیں گے۔

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس یوں تو سب آئے ہیں اس دنیا میں مرنے کیلئے

(یہ مضمون ماہنامہ دارالعلوم دیو بند بابتہ ماہ جنوری، فروری ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا)

سونا پڑا ہے باغ کہ بلبل نہیں رہا

شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد عثمان غنی قاسمیؒ

برصغیر ہندو پاک کی دوسری بڑی اور شہرۂ آفاق دینی وعلمی درسگاہ جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے شیخ الحدیث اور مشہور شارح بخاری حضرت مولانا محمد عثمان غنی قاسمی بھی ۱۳ رجنوری ۲۰۱۱ء کی علی الصباح داغ مفارقت دے گئے وہ ایک عرصے سے علی شرف الرحیل تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ جنہیں اب رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی مشق کے لئے بھی ایک وقت درکار ہے، دارالعلوم دیو بند کے ان فخر روزگار قدیم ترین فضلاء میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف علمی حلقوں میں اپنی منفرد شناخت بنائی بلکہ مادر علمی کی پاکیزہ روایتوں کو آگے بڑھایا، افسوس کہ گلشن علم وادب کی آبیاری کرنے والی ایسی عبقری شخصیات اس جہان فانی سے رخت سفر باندھ رہی ہیں ویسے تو کار جہاں دراز ہے، چلتا ہی رہے گا اور رب قدیر وبصیر ہر زمان ومکان میں دین وشریعت کے فرزانے بھیجتا ہی رہے گا، لیکن مشاہدات بھی بہر حال